OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

انسانی حقوق کا تحفظ: سیرت طیبہ کی روشنی میں (مزدوروں، معذوروں اور خواتین کے حقوق کا خصوصی مطالعہ)

Protection of human rights: In the light of Sirat Tayyaba (Special study of rights of workers, disabled and women)

Majid Nawaz Malik
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi, Pakistan.
Email: majidnawaz88@gmail.com

Dr. Nighat Akram
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Poonch Rawalakot.
Email: nighatakram@upr.edu.pk

Received on: 05-07-2024 Accepted on: 09-08-2024

Abstract

Islam is the religion of nature and the complete code of life. Allah Almighty sent the Messenger of Allah (PBUH) as a messenger to propagate this religion. The biography of the Holy Prophet (PBUH) shows us a complete path in every field of life. Islam has established the basis of human rights on equality. All human beings are equal and as a human being, no person has any preference over another. However, there is a difference based on some external causes and abilities and this is the requirement of nature. The most honorable in the sight of Allah is the one who is the most pious. There are four basic human rights in Islam: security of life, security of property, security of honor, and security of thought. In Islam, the rights of all human classes have been described. Prophet Muhammad (PBUH) explained them in his practical life. Prophet Muhammad (PBUH) has determined workers' rights to survive an economic system based on justice and fairness. Before Islam, laborers did not have these rights and they were treated unfairly. Islam has ordered to treat disabled people well. Islam has given the right of exception to the disabled in many rules and issues and has given them respect and dignity like other classes. Before the advent of Islam, women were deprived of social respect and dignity. During the Jahiliyyah period, it was customary to bury girls alive. Islam abolished all customs and practices against human dignity and honored women with respect and dignity. Islam has given many other rights to women including chastity, privacy, education, good behavior, property, the sanctity of marriage, sponsorship, and divorce. Islam abolished the class division between men and women. The man was appointed as the protector and administrator of the woman and made the man responsible and accountable for the provision of all the rights of the woman.

Keywords: Sirat Tayyaba, Human Rights, Protection, workers, disabled and women.

1۔ موضوع تحقیق کا تعارف واہمیت

اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ مذہب اسلام ہے۔اسلام دین فطرت اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔رسول اکرم ﷺ کواللہ تعالی نے دین اسلام کی تبلیغ ودعوت کے لیے پیام براور رسول بناکر دنیامیں مبعوث فرمایا۔قرآن کریم نے آپ ﷺ کی سیرت وکردار کواسوہ حسنہ سے تعبیر کیا ہے ۔رسول اکرم ﷺ کی سیرت ہر شعبہ ہائے زندگی میں ہماری مکمل اوراکمل راہ نمائی کرتی ہے۔رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ نہ صرف عبادات بلکہ اخلاقیات، معاملات، سیاسیات، سماجیات، طبعیات، عمرانیات الغرض ہر جہت وپہلواور میدان میں ہمارے لیے کافی وشافی ہے ۔رسول اکرم ﷺ نے مختلف شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والے افراد کے حقوق کونہ صرف بیان فرمایابلکہ عملاًاُن تک حقوق کی فراہمی یقینی بنائی۔رسول اکرم ﷺ نے انسانی حقوق کا تحفظ فرمایااور معاشرے کے وہ طبقات جنھیں قابل احترام نہیں سمجھا جاتا،انہیں عزت وتکریم سے نوازا۔یہی وجہ ہے کہ اسلام تکریم انسانیت کاعلم بردار دین ہے۔اسلام نے معذورافراد کوعام افراد کی نسبت زیادہ توجہ کا مستحق قرار دیا ۔اگرچہ معاشرتی رویہ میں معذورافراد کوزندگی کے عام معالات اور میل جول میں نظرانداز کرنے کی روش اختیار کی جاتی ہے مگراسلام نے اس روش کی مذمت کرتے ہوئے نفس انسانیت کو مستحق عزت ووقار قرار دیاہے۔رسول اکرم ﷺ نے عدل وانصاف پر مبنی معاشی نظام کے بنیادی تقاضے کوپورا کرتے ہوئے مزدوروں کے حقوق متین فرمائے اورانہیں ہر طرح کا معاشی تحفظ عطافرمایا۔اسلام کی آمد سے قبل عورت بہت مظلوم اور معاشرتی وسماجی عزت واحترام سے محروم تھی۔دورِ جاہلیت میں عورت کوزندہ در گور کر دیاجاتا تھا۔عورت کوکسی چیز کا مالک بننے کا حق حاصل نہ تھا۔الغرض اسلام کی آمد سے قبل عورت المناک صورت حال سے دوچار تھی۔رسول اکرم ﷺ کی بعثت اوراسلام کی آمد عورت کے لیے غلامی، ذلت اور ظلم واستحصال کے بندھنوں سے آزادی کاپیغام تھی۔اسلام نے عورت کوعزت، عصمت، تعلیم وتربیت ، حسن سلوک، ملکیت نیز بیٹی، ماں، بہن اور بیوی کے رُوپ میں حقوق عطافرمائے۔نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ اس کی عملی نظیر ہے۔زیرِ نظر مقالہ میں سیرت طیبہ کی روشنی میں مزدوروں، معذوروں اور خواتین کے حقوق پر روشنی ڈالی جائے گی۔یہ مقالہ سات اجزاء پر مشتمل ہے۔جزاوّل میں موضوع تحقیق کا تعارف واہمیت، جزدوم میں اسلام میں حقوق انسانی کا تصور، جزسوم اسلام میں بنیادی انسانی حقوق، جز چہارم میں مزدوروں کے حقوق، جزپنجم میں معذوروں کے حقوق، جزششم میں خواتین کے حقوق اور جزہفتم میں خلاصہ بحث ذکر کیا گیاہے۔

2۔اسلام میں حقوق انسانی کا تصور

کوئی بھی مہذب اور فطرت سے ہم آہنگ معاشرہ انسانی حقوق کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا۔اسلام دین فطرت ہے اوراسلام نے جس خوبصورت پیرایہ میں مفصلاًانسانی حقوق کوبیان کیاہے،اس کی نظیرکسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔اسلام نے انسانی حقوق کی بنیاد مساوات پر قائم کی ہے اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہمیشہ انسانی حقوق کی پامالی عدم مساوات کے سبب ہوئی۔قرآن کریم نے انسانی مساوات کویوں بیان فرمایا:

"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً-

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا"[1]

ترجمہ: اے لوگو: اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

قرآن کریم نے اسی انسانی مساوات کو سورۃ الحجرات میں بیان فرمایا اور شرف کا معیار تقویٰ کو قرار دیا۔[2] اسی طرح انسانی حقوق اور مرد و عورت کی مساوات کو سورۃ بنی اسرائیل[3] اور سورۃ البقرہ[4] میں بھی بیان فرمایا۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی انسانی حقوق کی بنیاد مساوات کو قرار دیا۔ حضرت عیاض بن حمار روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے:

"أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَبْغِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ"[5]

ترجمہ: تم سب لوگ تواضع اختیار کرو، کوئی شخص دوسرے شخص پر اپنی ترجیح نہ جتائے اور نہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچائے۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ والے دن لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا:

" يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا، فَالنَّاسُ رَجُلَانِ: رَجُلٌ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيمٌ عَلَى اللهِ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللهِ، وَ النَّاسُ بَنُو آدَمَ، وَخَلَقَ اللهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ "[6]

ترجمہ: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی بُری باتوں اور آباء واجداد کے کارناموں پر فخر کرنے کی گنجائش ختم کر دی ہے۔ اب پاک باز مؤمن ہے یا بدبخت بدکار، تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو اور وہ مٹی سے تخلیق کیے گئے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَى"[7]

ترجمہ: اے لوگو! خبردار بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے، خبردار کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت نہیں، فضیلت کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔

مذکورہ بالا نصوص انسانی حقوق اور مساوات پر دلالت کر رہی ہیں۔ تمام انسان برابر ہیں اور بحیثیت انسان کسی شخص کو دوسرے پر کوئی ترجیح حاصل نہیں۔ البتہ بعض خارجی اسباب اور صلاحیتوں کی بنیاد پر ترجیح حاصل ہے اور یہی فطرت کا تقاضہ ہے۔ اسی طرح مرد وزن کے صنفی اور طبعی فرق کے لحاظ سے حقوق و فرائض میں تفاوت ہے۔ مرد کا عورت پر قوام ہونا[8] بھی اس فرق کے پیش نظر ہے۔ اگر ان اسباب کی بناء پر فرقِ مراتب کا لحاظ نہ رکھا جائے تو یقیناً یہ فساد کا باعث ہو گا۔

3۔ اسلام میں بنیادی انسانی حقوق

اسلام نے انسان کے بنیادی حقوق کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ جس پر آیاتِ قرانیہ اور احادیث طیبہ بڑی تعداد میں وارد ہوئی ہیں۔ عام طور پر انسان کے بنیادی اور اہم حقوق چار ہیں:

۱۔جان کی حفاظت ۲۔مال کی حفاظت ۳۔عزت وآبرو کی حفاظت ۴۔فکر کی آزادی

۱۔جان کی حفاظت

انسان کے دنیاوی حقوق میں سے سب سے مقدم حق جان کی حفاظت ہے۔ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ اس کی جان محفوظ رہے اور اسے کسی قسم کا خطرہ اور ضرر لاحق نہ ہو،اور وہ بے خوف اور پر سکون زندگی بسر کرے۔اسلام نے اس اہم ترین حق کا اس قدر خیال رکھا کہ جان کی حرمت اور حفاظت کا حکم مکہ میں نازل ہوا جب کہ حدود و تعزیرات کے اکثر احکام و قوانین مدنی زندگی میں نازل ہوئے۔سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ"[9]

ترجمہ:اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو۔

دین اسلام نے نہ صرف کسی ناحق جان کے لینے سے منع فرمایا ہے اور اسے معصیت قرار دیا ہے،بلکہ کسی کو ضرر اور ایذا پہنچانے کو بھی حرام بتایا ہے۔حدیث شریف میں ہے:

" لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ" [10]

ترجمہ:ضرر اور ضرار نہیں۔

اسلام نے انسانی جان کو اس قدر عزت و تکریم سے نوازا ہے کہ نہ صرف دوسروں کو حملہ آور ہونے سے منع کیا ہے بلکہ خود اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ"[11]

ترجمہ:اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے بھی اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے اور جسمانی حقوق متعین فرمائے ہیں۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا:

"فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا"[12]

ترجمہ:بے شک آپ کے جسم کا آپ پر حق ہے اور آپ کی آنکھ کا آپ پر حق ہے۔

اسلام نے نہ صرف انسانی حقوق کو بیان فرمایا ہے بلکہ دنیا کی دیگر مخلوقات جیسے جانوروں،پرندوں اور حشرات الارض وغیرہ کے حقوق متعین فرمائے ہیں۔نیز دین اسلام نے نہ صرف انسانی جان کی حفاظت کی ہے بلکہ دیگر حقوق کو بھی تحفظ فراہم کیا ہے۔

۲۔مال کی حفاظت

انسانی جان کے بعد مال کا مرتبہ اور درجہ ہے۔اسلام نے مال کو بھی محترم،معزز اور محفوظ قرار دیا ہے۔کسی شخص کا مال اُس کی اجازت کے

بغیر لینا خواہ وہ کسی بھی طریقہ سے ہو، اسلام نے اس کی مذمت فرمائی ہے۔ قرآن کریم میں چوری کی سزا قطع ید مقرر کی گئی ہے۔[13] مال ناحق کھانے سے منع فرمایا ہے۔[14] یتیم بچوں کا مال ناجائز طریقے سے کھانے کو پیٹ میں آگ بھرنا قرار دیا ہے۔[15] سودی کاروبار جس کا دارو مدار غریبوں کا خون پینے پر منحصر ہے، اسے اللہ و رسول کے ساتھ جنگ کہا گیا ہے۔[16] رشوت خوری[17] غلول[18] (خیانت کی ایک خاص قسم ہے، جس میں مشترکہ ملکیت سے کوئی چیز چھپا کر لے لینا ہے۔) اور ناپ تول میں کمی[19] سے روکا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے مال کی حفاظت کے لیے جان دینے والے کو شہید کا درجہ عطا فرمایا ہے۔[20] لہذا ہر قسم کی برائیاں جن سے انسانی مال کا تحفظ متاثر ہوتا ہے، قرآن و سنت میں اس سے منع فرمایا گیا ہے۔

۳۔ عزت و آبرو کی حفاظت

دین اسلام میں جس طرح انسانی جان و مال کو تحفظ حاصل ہے، اسی طرح انسانی عزت و آبرو کو بھی تحفظ دیا گیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی خوددار اور غیرت مند شخص یہ نہیں چاہتا کہ اس کی عزت و ناموس پر حرف آئے۔ انسانی عزت و وقار پر سب سے بڑا دھبہ بدکاری کا ہے، اسلام اُن تمام اسباب و محرکات کا بھی مخالف ہے جن سے عفت اور پاک دامنی پر حرف آئے۔ یہی وجہ ہے کہ بدکاری کے قریب جانے سے بھی منع فرمایا۔[21] مؤمن مردوں اور عورتوں پر تہمت لگانے[22] اور خود گناہ کر کے اُس کا الزام دوسروں پر لگانے کو اثم مبین قرار دیا ہے۔[23] کسی کو بے عزت کرنے کے لیے اس کا مذاق اُڑانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔[24] رسول اکرم ﷺ نے مسلمان کی تعریف یہ بتائی ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں،[25] آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا: لوگوں کا خون، مال اور عزت و آبرو اسی طرح معزز ہے جس طرح آج کا دن اور بیت اللہ شریف محترم ہے۔[26] دین اسلام نے جان و مال کی طرح عزت و آبرو کو بھی تحفظ فراہم کیا ہے۔

۴۔ آزادی فکر کی حفاظت

اسلام نے انسان کو فکر کی آزادی عطا فرمائی ہے، اس لیے کہ کوئی بھی انسان قید و بندش کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام نے ہر شخص کو آزادی اور اختیار کی نعمت بخشی ہے۔ عقیدہ و نظریہ اور فکر و خیال میں کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ البتہ اسلام نے خیر و شر کے راستے واضح کر دیے ہیں اور ان کی انتخاب میں مکمل اختیار دیا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور اس کی بنیاد علم و بصیرت پر ہے۔ اس لیے اسلام نہ صرف سوچنے سمجھنے کی پوری آزادی دیتا ہے بلکہ تکرار کے ساتھ فکر و تدبر کی دعوت بھی دیتا ہے۔ اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ کون سے سا راستہ منتخب کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زبردستی کا ایمان بھی معتبر نہیں۔[27] اللہ تعالی نے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا کہ کیا آپ لوگوں کو مجبور کر دو گے کہ وہ ایمان لائیں۔[28] قرآن مجید نظر و فکر سے لبریز ہے۔ اسلام سوچنے اور غور و فکر کی پوری آزادی دیتا ہے تاکہ انسان عقل و شعور کی بدولت درست نتیجہ اخذ کر سکے۔

4۔مزدوروں کے حقوق

اسلام نے طبقاتِ انسانی میں سے ہر طبقہ کے حقوق تفصیلاً بیان فرمائے ہیں۔عادلانہ اور منصفانہ معاشی نظام کے قیام کے لیے آجر اور اجیر میں عدل وانصاف پر مبنی تعلقات ضروری ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے عدل وانصاف پر مبنی معاشی نظام کے اسی بنیادی تقاضے کو پورا کرتے ہوئے مزدوروں کے حقوق کا تعین فرمایا اور انہیں ہر طرح کا معاشی تحفظ عطا فرمایا۔قرآنی تعلیمات کے مطابق تمام انسان برابر ہیں اور تمام طبقات مساوی تکریم کے مستحق ہیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءًۚ- وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا"[29]

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

قرآن کریم نے معاشی عدم تفاوت کی وجوہات میں لوگوں کی آزمائش[30]، حکمتِ الٰہی[31] اور انتظامات کی انجام دہی[32] کو بیان کیا ہے۔رسول اکرم ﷺ نے بھی اپنے فرامین طیبہ میں مزدوروں کے حقوق کو بیان فرمایا ہے۔

ا۔نبی اکرم ﷺ نے مزدور سے اس کی مزدوری کے تعیّن سے قبل کام لینے سے منع فرمایا۔[33]

۲۔مزدور کو پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کرنے کا حکم دیا۔[34]

زمانہ جاہلیت میں حقوق کا دار و مدار مال وزر اور ثروت پر تھا۔اسلام نے کلی طور پر اس نظریہ کی تردید کی اور رسول اکرم ﷺ نے ہر سماجی و معاشرتی تعلق کو تکریم انسانیت کے اصول پر مبنی قرار دیا۔

5۔معذروں کے حقوق

اسلام نے جہاں دیگر طبقات کے حقوق کو بیان فرمایا، وہاں معذور افراد کے حقوق کو بھی بیان فرمایا ہے۔

ا۔اسلام میں جہاد ایک اہم ترین فریضہ ہے۔بعض اوقات اسلامی ریاست اپنے ہر شہری پر جہاد کو فرض قرار دیتی ہے،اس صورت میں جہاد سے پیچھے رہنا بہت بڑا گناہ ہے، لیکن معذور افراد اس سے مستثنی ہیں،سورۃ الفتح[35] اور سورۃ النساء[36] میں اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔حضرت انس سے مروی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ أَقْوَامًا بِالْمَدِينَةِ خَلْفَنَا، مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا فِيهِ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ"[37]

ترجمہ: بے شک ہمارے پیچھے کچھ لوگ رہ گئے ہیں ہم جس گھاٹی اور وادی میں بھی چلیں وہ اپنی نیت اور ارادہ کی وجہ سے ہمارے ساتھ ہیں ۔ان کو معذوری نے روک رکھا ہے۔

دوسری روایت میں ہے:

"لَقَدْ تَرَكْتُمْ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا، وَلَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ، وَلَا قَطَعْتُمْ مِنْ وَادٍ، إِلَّا وَهُمْ مَعَكُمْ فِيهِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ يَكُونُونَ مَعَنَا، وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ؟ فَقَالَ: حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ"[38]

ترجمہ: تم نے مدینہ میں کچھ لوگوں کو چھوڑا ہے کہ تم تھوڑا بہت جو چلتے ہو یا خرچ کرتے ہو یا کوئی وادی طے کرتے ہو، وہ تمہارے ہی ساتھ ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام نے کہا کہ وہ مدینہ میں رہتے ہوئے ہمارے ساتھ کیسے ہو سکتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کو ارادہ کے باوجود عذر نے روک رکھا ہے۔

۲۔ نماز باجماعت کے لیے اذان دینا اور امامت کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ نبی اکرم ﷺ خود امامت فرمایا کرتے تھے مگر اذان کی ذمہ داری حضرت بلال اور حضرت عمرو ابن ام مکتوم ادا کرتے تھے، حضرت ابن ام مکتوم نابینا تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے جنگ کے لیے روانگی کے وقت حضرت عمرو ابن مکتوم کو امامت کے لیے اپنا نائب اور جانشین مقرر فرمایا۔[39] حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ مکہ سے ہجرت کر کے سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر ہمارے پاس مدینہ پہنچے۔ ان کے بعد حضرت عمرو ابن ام مکتوم آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اکثر غزوات میں انہیں اپنا نائب مقرر فرمایا اور وہ مدینہ میں امامت کیا کرتے تھے۔[40] ابن عبد البر امام واقدی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے انہیں تیرہ غزوات میں مدینہ منورہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا۔[41]

۳۔ اسلام نے معذوروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور انہیں پریشان کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لَعنَ الله مَن كَمَه أعمٰى عَنِ الطَّرِيقِ"[42]

ترجمہ: اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جس نے اندھے کو راستے سے بھٹکایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام نے معذور افراد کے خصوصی حقوق بیان فرمائے ہیں۔ انہیں احکام و عبادات میں خصوصی استثناء عطا کیا ہے اور اس استثناء کے باوجود انہیں اجر و ثواب میں شریک قرار دیا ہے۔ اسلام نے معذور افراد کو عزت و قدر کی نگاہ سے نوازا ہے۔ انہیں پریشان کرنے اور تکلیف دینے سے منع کیا ہے۔

6۔ خواتین کے حقوق

اسلام کی آمد سے قبل عورت بہت مظلوم اور معاشرتی و سماجی عزت و احترام سے محروم تھی۔ ان سے بد ترین سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

" وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ "[43]

ترجمہ: اور وہ اللہ کے لیے وہ کچھ (یعنی بیٹیاں) ٹھہراتے ہیں جسے وہ خود ناپسند کرتے ہیں۔

قرآن حکیم کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ زمانہ جاہلیت میں عورت کو ناپسندیدہ سمجھا جاتا تھا اور ہر قسم کی بڑائی اور فضیلت مردوں کے لیے تھی

،اس میں عورتوں کا حصہ نہ تھا حتی کہ عام معاملات زندگی میں مرد اچھی چیزیں خود رکھ لیتے اور بے کار چیزیں عورتوں کو دیتے۔اہل عرب کے اس طرز عمل کو قرآن حکیم نے یوں بیان فرمایا:

" وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاۗءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ "[44]

ترجمہ: اور وہ کہتے کہ جو ان جانوروں کے پیٹ میں ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لیے ہے ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر جانور مرا ہوا ہو تو وہ سب اس میں شریک ہوں گے۔ عنقریب خدا ان کو ان کی باتوں کی سزا دے گا، بے شک وہ حکمت والا خوب جاننے والا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں بچیوں کو زندہ در گور کرنے کا رواج تھا۔ قرآن کریم میں ان قوموں کے طرز عمل کے خلاف آیت اتری ہے کہ جب ان کے ہاں کسی بچی کی ولادت ہوتی تو وہ غضب ناک ہوتے تھے۔ قرآن کریم نے ان کی اس قبیح عادت کو اس طرح بیان کیا ہے:

" وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ "[45]

ترجمہ: اور جب اُن میں سے کسی کو بچی کی ولادت کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غصہ میں گھٹتا جاتا ہے۔ وہ اس بری خبر کے عار کی وجہ سے قوم سے چھپتا پھرتا ہے۔ وہ آیا اس کو ذلت کی حالت میں لیے پھرے یا زندہ زمین میں دبا دے۔ خبردار کتنا بُرا خیال ہے جو وہ کرتے ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:"

"وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ "[46]

ترجمہ: اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ اسے کس جرم میں قتل کیا گیا۔

زمانہ جاہلیت میں عورت کو کسی چیز کا مالک بننے کا حق حاصل نہ تھا۔ عورتوں کا وراثت میں کوئی حصہ نہ تھا۔ صرف مردوں کا وارث بننے کا حق حاصل تھا۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب عورت کا شوہر مر جاتا تو شوہر کے ورثاء اس عورت کے حق دار ہوتے، اگر وہ چاہتے تو ان میں سے کوئی اس سے شادی کر لیتا تھا یا جس سے چاہتے اُسی سے اس کی شادی کرا دیتے اور چاہتے تو نہ کراتے۔ اس طرح عورت کے سسرالی اُس کے میکے والوں سے زیادہ اس پر حق رکھتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاۗءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ "[47]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً مالک ہو جاؤ اور انہیں مت روکو، اس نیت سے کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو۔

زمانہ جاہلیت میں عورت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسے کسی طرح کے بھی مالکانہ حقوق حاصل نہ تھے۔ بیٹی کی ولادت باعث عار

سمجھی جاتی تھی اور اسے زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔ قرآن کریم نے بھی اس سماجی برائی کی نشان دہی فرمائی ہے۔ اسلام نے ان تمام معاشرتی برائیوں کی بیخ کنی فرمائی۔

اسلام میں عورت کے حقوق کا تحفظ

اسلام کی آمد عورت کے لیے غلامی، ذلت اور ظلم واستحصال کے بندھنوں سے آزادی کا پیغام ہے۔ اسلام نے ان تمام قبیح رسوم کا قلع قمع کر دیا جو عورت کے انسانی وقار کے منافی تھے۔ اسلام نے عورت کو عزت سے نوازا۔ اسے ماں، بیٹی، بہن اور شریکہ حیات کا درجہ دیا۔ بیٹیوں کو رحمت قرار دیتے ہوئے ان کی پرورش کا حکم دیا۔ انہیں وراثت میں حصہ دار ٹھہرایا۔ سماج میں انہیں برابر کا مقام دیا اور ان کے خلاف ہر طرح کی دست درازی کو جرم قرار دیا۔ ذیل میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عورت کی تکریم و منزلت کا جائزہ لیتے ہیں:

ا۔ مساوی تخلیق

اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے درجے میں عورت کو مرد کے ساتھ ایک ہی مرتبہ میں رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا"[48]

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا۔ پھر ان دونوں میں سے بہ کثرت مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔

اسلام نے عورت و مرد کے درمیان برابری کے حقوق کے لیے مساوی تخلیق کو پیش نظر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مرد و زن برابر ہیں اور انہیں ایک ہی نفس سے پیدا فرمایا ہے۔ لہذا یہ دونوں تخلیق کے درجے میں مساوی ہیں۔ گویا اسلام نے انسانی تخلیق سے ہی مرد و عورت کے درمیان طبقاتی تقسیم کی تردید فرما دی ہے۔

۲۔ عصمت و عفت کا حق

اسلام نے عورت کو عصمت اور عفت کا حق دیا ہے، اس لیے کہ معاشرے میں عورت کی عزت و تکریم کو محفوظ بنانے کے لیے اس کی عصمت کا تحفظ بہت ضروری ہے۔ اسلام نے مردوں کو پابند کیا ہے کہ وہ عورتوں کے حق عصمت کی حفاظت کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ... لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"[49]

ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کے لیے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو اُن کے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ

شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار اور اللہ کی طرف توبہ کرو، اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

اسلام نے عورت کے لیے پردہ کا حکم نازل فرمایا ہے اور مردوں کو اپنی نگاہیں جھکائے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اسی کی وجہ یہ ہے کہ عورت کی عصمت وعفت سلامت رہے۔ نیز عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی زینت مخصوص افراد کے علاوہ کے سامنے ظاہر نہ کریں تاکہ کوئی ان کی طرف متوجہ نہ ہو۔ گویا اسلام نے عورت کو عفت وعصمت کا حق عطا فرمایا ہے اور اس کی حکمت عملی بھی بیان فرمائی ہے۔

۳۔ عزت اور رازداری کا حق

اسلام نے عورتوں کو رازداری کا حق بھی دیا ہے۔ اس لیے کہ معاشرے میں عفت وعصمت کی حفاظت رازداری کی حفاظت سے ہی ممکن ہے ۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی خواتین کو رازداری کا حق عطا فرمایا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا عمل مبارک یہ تھا کہ جب آپ ﷺ کسی کے ہاں جاتے تو باہر سے السلام علیکم فرماتے، تاکہ گھر والوں کو اطلاع ہو جائے اور وہ آپ کو اندر آنے کی اجازت دے دے۔ تین دفعہ تک آپ ﷺ اجازت طلب کرتے اور جواب نہ ملنے پر آپ ﷺ واپس تشریف لے جاتے۔ حضرت سعد بن عبادہ کے گھر آپ ﷺ تشریف لائے اور السلام علیکم کہا۔ حضرت سعد بن عبادہ نے وعلیکم السلام کہا جو آپ ﷺ نہ سُن سکے اور تینوں بار اسی طرح ہوا، آپ ﷺ واپس تشریف لے جانے لگے تو حضرت سعد جلدی سے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے جواب آہستہ اس لیے دیا تاکہ آپ ﷺ سلام کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ ہمارے لیے دعا کریں۔[50] حضرت ابو موسیٰ اشعری کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ ملے تو چاہیے کہ واپس چلا جائے۔[51] اسلام نے عورت کو رازداری کا حق دے کر اس کی عفت وعصمت کو محفوظ بنایا ہے۔

۴۔ تعلیم وتربیت کا حق

اسلام نے تعلیم وتربیت کو بڑی اہمیت دی ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی وہ بھی تعلیم سے متعلق ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے مردوں کی تعلیم کی طرح عورتوں کی تعلیم کو بھی ضروری قرار دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْأَمَةُ، فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيمَهَا، وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ أَدَبَهَا، ثُمَّ يُعْتِقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا فَلَهُ أَجْرَانِ"[52]

ترجمہ: اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو پھر وہ اسے تعلیم دے اور یہ اچھی تعلیم ہو اور اس کو آداب مجلس سکھائے اور یہ اچھے آداب ہوں ۔ پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اس شخص کے لیے دوہرا اجر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر اسلام باندیوں تک کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کو کارِ ثواب قرار دیتا ہے تو وہ آزاد لڑکوں اور لڑکیوں کے تعلیم سے محروم رکھے جانے کو کیسے گوارا کر سکتا ہے۔

۵۔ حسن سلوک کا حق

زمانہ جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک روا رکھا جاتا تھا۔اسلام نے عورتوں کو عزت و وقار سے نوازا۔ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں سے حسن سلوک کی تعلیم دی اور زندگی کے عام معاملات میں عورتوں سے عفو و درگزر اور محبت پر مبنی سلوک کی تلقین فرمائی ۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ، إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ"[53]

ترجمہ: عورت پسلی کی مانند ہے، اگر اسے سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی، اگر اسی طرح اس کے ساتھ فائدہ اُٹھانا چاہو، تو فائدہ اُٹھا سکتے ہو ورنہ اس کے اندر ٹیڑھا پن موجود ہے۔

اسلام نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اسلام نے یہ بھی تلقین فرمائی ہے کہ عورتوں پر سختی حالات کی خرابی کا سبب بن سکتی ہے۔ لہذا عفو اور درگزر کا پہلو اختیار کرنے میں بھلائی ہے۔

۶۔ ملکیت اور جائیداد کا حق

زمانہ جاہلیت میں عورتوں کے پاس حق ملکیت نہ تھا۔اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حق ملکیت عطا کیا۔ جہاں عورت اپنی محنت سے کمائی کر کے خود کما سکتی ہے، وہیں وراثت کے تحت حاصل ہونے والی املاک کی مالک بھی بن سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

" لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۗ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۗ"[54]

ترجمہ: مردوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔

اسلام نے عورتوں کو جائیداد کا مالک بھی بنایا ہے۔ عورتیں نہ صرف اُس چیز کی مالک ہیں جسے وہ اپنی محنت سے کمائیں بلکہ اُس چیز کی بھی مالک ہیں جو اُن کے رشتہ دار بوقت وفات بطور ترکہ چھوڑ کر جائیں۔

۷۔ حرمت نکاح کا حق

اسلام سے قبل مشرکین عرب بلا امتیاز ہر عورت سے نکاح جائز سمجھتے تھے۔ باپ مر جاتا تو بیٹا ماں سے شادی کر لیتا اور یہ عام معمول تھا ۔[55] اسلام نے عورتوں کے حقوق نمایاں کرتے ہوئے بعض رشتوں سے نکاح حرام قرار دیا اور اس کی پوری فہرست گنوا دی۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ۔۔۔اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۙ"[56]

ترجمہ: حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں اُن بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہاری حقیقی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا بے شک اللہ

بخشنے والا مہربان ہے۔

اسلام نے عورت کو قدر اور عزت سے نوازا ہے۔اسلام سے قبل عورت کے رشتہ کا احترام نہ تھا مگر اسلام نے عورت کو حقیقی ماں، رضاعی ماں ،بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی وغیرہ کا رشتہ دے کر ان کے ساتھ نکاح کو حرام قرار دیا ہے۔

۸۔کفالت کا حق

اسلام نے مرد کو عورت کی جملہ ضروریات کا کفیل بنایا ہے۔اس میں اُس کی خوراک، سکونت اور لباس وغیرہ شامل ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ"[57]

ترجمہ: مرد عورتوں پر محافظ و منتظم ہیں اس لیے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَ الْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ۔۔۔وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ"[58]

ترجمہ: اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس اس کے لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا پہننا ہے حسب دستور کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر مضائقہ نہیں جب کہ جو تم دستور کے مطابق دیتے ہوا نہیں ادا کردو، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے

رسول اکرم ﷺ نے بھی عورتوں کے حقوق کی پاسداری کی تلقین فرمائی:

"فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَـاءِ؛ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ، وَاسْـتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ،۔۔۔ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ، وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ"[59]

ترجمہ: عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر اپنے ماتحت کیا ہے اور اللہ کے کلمہ (نکاح) سے انہیں اپنے لیے حلال کیا ہے۔۔۔اور ان کا تمہارے اوپر یہ حق ہے کہ تم انہیں دستور (شرعی) کے موافق خوراک اور لباس فراہم کرو۔

حضرت حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ یہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ عورت کا خاوند پر کیا حق ہے؟

"أَنْ يُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمَ، وَأَنْ يَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَى، وَلَا يضرب الْوَجْهَ، وَلَا يُقَبِّحْ، وَلَا يَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ"[60]

ترجمہ: جب خود کھائے تو اسے بھی کھلائے، جب خود پہنے تو اسے بھی پہنائے، اس کے منہ پر نہ مارے، اُسے بُرا نہ کہے اور گھر کے علاوہ تنہا کہیں

نہ چھوڑے۔

اسلام نے عورت کے جملہ اخراجات کا ذمہ دار مرد کو بنایا ہے۔ قرآن کریم نے مرد کو محافظ اور منتظم قرار دیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ عورت کے طعام، لباس اور رہائش کا ذمہ دار مرد کو ٹھہرایا ہے۔ عورتوں پر تشدد کرنے اور ہراساں کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

۹۔ خلع کا حق

اسلام نے عورت کو یہ بھی حق دیا ہے کہ اگر عورت اپنی ازدواجی زندگی سے مطمئن نہ ہو اور اپنے شوہر کی بداخلاقی یا اُس کی کمزوری سے نالاں ہو جائے اور اُسے ناپسند کرے اور اُسے خوف ہو کہ حدود اللہ کی پاس داری نہ کر سکے گی تو وہ شوہر سے خلع حاصل کر سکتی ہے اور یہ کسی عوض کے بدلے ہو گا جس سے وہ اپنی جان چھڑائے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ"[61]

ترجمہ: پس اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے تو (اندریں صورت) ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ بیوی (خود) کچھ بدلہ دے کر (اس تکلیف دہ بندھن سے) آزادی حاصل کر لے۔

شریعت مطہرہ نے طلاق کو صرف شوہر کا حق قرار دیا ہے، کیونکہ شوہر ہی خاص طور رشتہ زوجیت قائم رکھنے کا خواہاں ہے اور وہ زوجیت کی بناء پر کافی مال خرچ کر چکا ہوتا ہے، اس لیے وہ طلاق نہ دینے کو ترجیح دیتا ہے کیوں کہ طلاق کی صورت میں اسے مؤخر شدہ مہر اور عورت کے دوسرے مالی حقوق ادا کرنا پڑتے ہیں۔ چونکہ بیوی پر شوہر کے مالی حقوق واجب نہیں ہوتے، اس لیے شریعت نے طلاق کا حق مرد کو دیا ہے اور عورت کے لیے خلع رکھا ہے تاکہ اس کے پاس بھی تفریق کا حق موجود ہو۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ

"أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ، وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: (أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ). قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: (اقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً)."[62]

ترجمہ: حضرت ثابت بن قیس کی اہلیہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! میں کسی بات پر ثابت بن قیس سے ناخوش نہیں ہوں، نہ ان کے اخلاق سے اور نہ ان کے دین سے، لیکن میں اسلام میں احسان فراموش بننا ناپسند کرتی ہوں۔ تو حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم ان کا باغ واپس دینا چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان کا باغ دے دو اور ان سے طلاق لے لو۔

تاہم اگر شوہر صحیح ہو اور عورت کے تمام شرعی حقوق پورے کرتا ہو تو اس حالت میں خلع لینا درست نہیں ہے۔

۱۰۔بیوہ کے حقوق

زمانہ جاہلیت کا ایک المیہ یہ تھا کہ بیوہ عورت کو حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا جب کہ اسلام نے اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تعلیم دی۔ حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ"[63]

ترجمہ: بیوہ اور مسکین کے سلسلے میں دوڑ دھوپ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل خدا کی یاد میں کھڑا رہتا ہے اور لگاتار روزے رکھتا ہے۔

اسلام نے بیوہ عورت کو بھی عزت واحترام سے نوازا ہے۔اسلام سے قبل بیوہ عورت کے لیے معاشرے میں زندگی گزارنا بہت مشکل تھا ۔اسے کئی طرح کے مسائل ومشکلات کا سامنا تھا۔اسلام نے بیوہ عورت کی مدد کرنے کو افضل نیکی قرار دیتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کی طرح قرار دیا۔

7۔خلاصہ بحث

اسلام دین فطرت اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالی نے اس دین کی تبلیغ کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔رسول اکرم ﷺ کی سیرت ہر شعبہ ہائے زندگی میں ہماری مکمل اور اکمل راہ نمائی کرتی ہے۔اسلام نے انسانی حقوق کی بنیاد مساوات پر قائم کی ہے۔تمام انسان برابر ہیں اور بحیثیت انسان کسی شخص کو دوسرے پر کوئی ترجیح نہیں۔البتہ بعض خارجی اسباب اور صلاحیتوں کی بنیاد پر تفاوت موجود ہے اور یہی فطرت کا تقاضہ ہے۔اللہ تعالی کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے پرہیز گار ہے۔اسلام میں بنیادی انسانی حقوق چار ہیں۔۱۔جان کی حفاظت۔۲۔مال کی حفاظت۔۳۔عزت وآبرو کی حفاظت۔۴۔فکر کی حفاظت۔اسلام میں تمام طبقات انسانی کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے۔رسول اکرم ﷺ نے اپنی عملی زندگی سے ان کی تشریح فرمائی ہے۔رسول اکرم ﷺ نے عدل وانصاف پر مبنی معاشی نظام کی بقاء کے لیے مزدور کے حقوق کا تعین فرمایا ہے۔اسلام سے قبل مزدور کو یہ حقوق حاصل نہ تھے اور اُن کے ساتھ غیر منصفانہ برتاؤ کیا جاتا تھا ۔اسلام نے معذوروں کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے۔اسلام نے بہت سارے احکام ومسائل میں معذوروں کو استثناء کا حق دیا ہے اور دیگر طبقات کی طرح انہیں عزت وقدر سے نوازا ہے۔اسلام کی آمد سے قبل عورت کو معاشرتی عزت وتکریم سے محروم رکھا گیا تھا ۔زمانہ جاہلیت میں بچیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج تھا۔اسلام نے انسانی وقار کے منافی تمام رسوم ورواج کا خاتمہ کیا اور عورت کو عزت وقدر سے نوازا۔انہیں ماں، بیٹی، بہن اور شریکہ حیات کا درجہ دیا۔اسلام نے عورت کو عصمت وعفت، رازداری، تعلیم وتربیت، حسن سلوک ،ملکیت، حرمت نکاح، کفالت اور خلع سمیت دیگر کئی حقوق عطا فرمائے۔اسلام نے مرد وعورت کے درمیان طبقاتی تقسیم کو ختم کیا۔مرد کو عورت کا محافظ اور منتظم مقرر کیا اور عورت کے جملہ حقوق کی فراہمی کے لیے مرد کو ذمہ دار اور جواب دہ قرار دیا۔

کتابیات

1. القرآن الکریم
2. ابوداؤد، السنن، دارالرسالۃ العالمیۃ، بیروت، ط: اول ۱۴۳۰ھ۔
3. ابن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط: اول ۱۴۱۵ھ
4. ابن ماجہ، السنن، دار الرسالۃ العالمیہ، بیروت، ط: اول ۱۴۳۰ھ
5. ابن عبدالبر، أبو بکر یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دارالجیل، بیروت، ط: ۱۳۸۰ھ۔
6. احمد بن حنبل، المسند، دارالحدیث القاہرہ، ط: اول ۱۴۱۶ھ۔
7. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دارابن کثیر، دمشق، ط: پنجم ۱۴۱۴ھ۔
8. بیہقی، احمد بن حسین، شعب الایمان، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ط: اول ۱۴۲۱ھ۔
9. ترمذی، محمد بن عیسی، السنن، دارالغرب الاسلامی، بیروت، ط: اول ۱۹۹۶۔
10. جصاص، أحمد بن علی، أحکام القرآن، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط: ۱۴۰۵ھ۔
11. مالک بن انس، المؤطا، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط: اوّل ۱۴۱۲ھ۔
12. مسلم، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، دار الطباعۃ العامرۃ، ترکی، ط: ۱۳۳۴ھ۔

حوالہ جات

---

[1] النساء: ۱۰

[2] الحجرات: ۳۱

[3] بنی اسرائیل: ۷۰

[4] البقرہ: ۱۸۷، والبقرہ: ۲۲۸

[5] مسلم، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا وأھلھا، باب الصفات التی یعرف بھا---الخ (دارالطباعۃ العامرۃ، ترکی، ۱۳۳۴ھ)، ج ۸، ص ۱۶۰، حدیث نمبر: ۲۸۶۵

[6] ترمذی، محمد بن عیسی، السنن، أبواب تفسیر القرآن ---الخ، باب ومن سورۃ الحجرات، (دارالغرب الاسلامی، بیروت، ط: اول ۱۹۹۶)، ج ۵، ص ۳۰۹، حدیث نمبر: ۳۲۷۰

[7] بیہقی، احمد بن حسین، شعب الایمان، حفظ اللسان، فصل ومما یجب حفظ اللسان منہ، (دارالکتب العلمیہ، بیروت، ط: اول ۱۴۲۱ھ)، ج ۴، ص ۳۸۹، حدیث نمبر: ۵۱۳۷

8 النساء:۳۴

9 بنی اسرائیل:۳۳

10 مالک بن انس،المؤطا،کتاب المکاتب،مالا یجوز من عتق الکاتب ،(مؤسسة الرسالة،بیروت ،طاوّل ۱۴۱۲ھ)،ج۲،ص ۴۵۲،حدیث:۲۸۶۰

11 البقرہ:۱۹۵

12 بخاری ،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،کتاب الصوم ،باب :حق الجسم فی الصوم۔۔۔الخ(دارابن کثیر،دمشق ،ط:پنجم ۱۴۱۴ھ)ج:۲،ص:۶۹۷،حدیث نمبر:۱۸۷۴

13 المائدہ:۴۱

14 النساء:۲۹

15 النساء:۱۰

16 البقرہ:۲۷۸

17 البقرہ:۱۸۸

18 آل عمران:۱۶۱

19 الشعرء:۱۸۱۔۱۸۳

20 بخاری،الجامع الصحیح ،کتاب المظالم ،باب من قاتل دون ماله،ج۳،ص۱۳۶،حدیث:۲۴۸۰

21 بنی اسرائیل:۳۲

22 الاحزاب:۵۸

23 النساء:۱۱۲

24 الحجرات:۱۱

25 بخاری،الجامع الصحیح ،کتاب الایمان ،باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده ،ج۱،ص۶

26 ایضا،کتاب العلم ،باب قول النبی ﷺ رب مبلغ اوعی من سامع ،ج۱،ص۲۴،حدیث:۶۷

27 البقرہ:۲۵۶

28 یونس:۹۹

29 النساء:۰۱

30 الانعام:۱۶۵

31 العنکبوت:۶۲

32 الزخرف:۳۲

33 احمد بن حنبل ،المسند،ج۱۸،ص۱۹۳،حدیث:۱۱۶۴۹

34 ابن ماجه،السنن،ابواب الرهون،باب أجر الأجراء،(دار الرسالة العالمية،بیروت،ط:اول ۱۴۳۰ھ)،ج۳،ص ۵۱۱،حدیث:۲۴۴۳

35 الفتح:۱۷

36 النساء:۹۵۔۹۶

37 بخاری،الجامع الصحیح ،کتاب الجہاد والسیر،باب من حبسه العذر عن الغزو،ج۳،ص۱۰۴۴،حدیث:۲۶۸۴

38 ابوداؤد،السنن ،کتاب الجہاد،باب فی الرخصة فی القعود من العذر،ج۳،ص۱۲،حدیث:۲۵۰۸

39 ایضا،کتاب الصلوة ،باب امامة الاعمی ،ج۱،ص۱۶۲،حدیث:۵۹۵

40 ابن حجر،الاصابه فی تمییز الصحابه،ج۴،ص۴۹۵

41 ابن عبدالبر،الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ،ج۳،ص۲۷۶

42 احمد بن حنبل،المسند،ج۳،ص ۲۸۳،حدیث:۲۹۱۷

43 النحل:۶۲

44 الانعام:۱۳۹

45 النحل:۵۸۔۵۹

46 التکویر:۸۔۹

47 النساء:۱۹

48 النساء:۱

49 النور:۳۰۔۳۱

50 ابوداؤد،السنن،ج۴،ص۳۴۷،حدیث:۵۱۸۵

51 بخاری،الجامع الصحیح،ج۵،ص۲۳۰۵،حدیث:۵۸۹۱

52 بخاری،الجامع الصحیح،کتاب الجہاد والسیر،باب فضل من أسلم من أهل الکتابین ،ج۳،ص۱۰۹۶،حدیث:۲۸۴۹

53 ایضا،ج۵،ص۱۹۸۷،حدیث:۴۸۸۹

54 النساء:۳۲

55 جصاص،أحکام القرآن،ج۲،ص۱۴۸

56 النسا:۲۳

57 النساء:۳۴

58 البقرہ:۲۳۳

59 مسلم،صحیح مسلم ،کتاب الحج،باب حجة النبی ﷺ،ج۴،ص۳۸،حدیث:۱۲۱۸

60 ابن ماجہ،السنن،ج۱،ص۵۹۳،حدیث:۱۸۵۰

61 البقرہ:۲۲۹

[62] بخاری،الجامع الصحیح،کتاب الطلاق،باب الخلع وکیفیة الطلاق فیه،ج۵،ص ۲۰۲۱،حدیث: ۴۹۷۱

[63] بخاری،الجامع الصحیح،کتاب الأدب،باب الساعی علی الأرملة،ج۸،ص۹،حدیث:۶۰۰۶

References

1. Al-Nisa: 01
2. Al-Hujarat: 31
3. Bani Israel: 70
4. Al-Baqarah: 187, and Al-Baqarah: 228
5. Muslim, Muslim bin Hajjaj, Al-Jamaa al-Sahih, Kitab Al-Jannat Wasifa Na'imha and Ahlha, Chapter Al-Safat al-Tya'arf Bah., etc.
6. At-Tirmidhi, Muhammad bin Isa, Sunan, Chapters of Tafsir al-Qur'an.Alkh, Chapter and Waman of Surah Hujarat, (Dar al-Gharb al-Islami, Beirut, vol. 1: 1996), vol. 5, p. 309, hadith number: 3270.
7. Bayhaqi, Ahmad bin Hussain, Shab al-Iman, Hufz-ul-Lsan, Fasl and Mamma Yajab Hufz-ul-Lsan, Mouth, (Dar al-Kitab Al-Ulamiya, Beirut, 1:1 1421 AH), Volume 4, p.389, Hadith No.: 5137
8. Al-Nisa: 34
9. Bani Israel: 33
10. Malik bin Anas, Al-Mawta, Kitab al-Makatib, Mala Yajuz min Ataq al-Katib, (Musisat al-Rasalat, Beirut, Volume 1, 1412 AH), Vol. 2, p. 452, Hadith: 2860
11. Al-Baqarah: 195
12. Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami'a al-Sahih, Kitab al-Soom, chapter: Haq al-Jasm fi al-Soom. Al-Kh (Darabin Kathir, Damascus, T: V. 414 AH) Volume: 2, p.: 697, Hadith No.: 1874
13. Al-Maida: 41
14. Al-Nisa: 29
15. Al-Nisa: 10
16. Al-Baqarah: 278
17. Al-Baqarah: 188
18. Al-Imran: 161
19. Al-Shuara: 181-183
20. Al-Bukhari, Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-Mu'lam, Chapter Min Qatal Dun Mala, Vol. 3, p. 136, Hadith: 2480
21. Bani Israel: 32
22. Al-Ahzab: 58
23. Al-Nisa: 112
24. Al-Hujarat: 11
25. Al-Bukhari, Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-Iman, Chapter of Muslim from Salam al-Muslimun from the Language and the Vedas, vol.1, p.6
26. Also, Kitab Al-Ilm, Chapter Sayings of the Prophet, may God bless him and grant him peace, Lord the Preacher, Oi Man Sami, Vol. 1, p. 24, Hadith: 67
27. Al-Baqarah: 256
28. Yunus: 99
29. Al-Nisa: 01
30. Al-Inaam: 165
31. Al-Ankabut: 62
32. Al-Zakhraf: 32
33. Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, Vol. 18, p. 193, Hadith: 11649
34. Ibn Majah, Sunan, Chapters of Al-Rhoon, Chapter Ajr al-Jiyara, (Dar al-Rasalat al-Alamiya, Beirut, 1:1 1430 AH), Volume 3, p. 511, Hadith: 2443

35. Al-Fath: 17
36. Al-Nisa: 95.96
37. Al-Bukhari, Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-Jihad wal-Seer, Chapter Min Habsa al-Azr al-Ghazu, Vol. 3, p. 1044, Hadith: 2684
38. Abu Dawud, Sunan, Kitab al-Jihad, chapter fi al-rakhsa fi al-Qaud min al-Azr, vol. 3, p. 12, hadith: 2508
39. Ibid, Kitab al-Salawat, chapter Imamat al-Aami, Vol. 1, p. 162, Hadith: 595
40. Ibn Hajar, al-Asaba fi Tameez al-Sahaba, Vol. 4, p. 495
41. Ibn Abd al-Barr, Al-Istiyab fi Asmaa al-Ashab, Vol. 3, p. 276
42. Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, Volume 3, Page 283, Hadith: 2917
43. Al-Nahl: 62
44. Al-Anama: 139
45. Al-Nahl: 58.59
46. Al-Takwir: 8.9
47. Al-Nisa: 19
48. Al-Nisa: 1
49. Al Noor: 30.31
50. Abu Dawud, Sunan, Vol. 4, p. 347, Hadith: 5185
51. Al-Bukhari, Al-Jami al-Sahih, Vol. 5, p. 2305, Hadith: 5891
52. Al-Bukhari, Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-Jihad and Seer, Chapter Fazl min Aslam min Ahl al-Katabeen, Vol.3, p.1096, Hadith: 2849
53. Ibid, Vol. 5, p. 1987, Hadith: 4889
54. Al-Nisa:32
55. Jisas, Ahkam al-Qur'an, Vol. 2, p. 148
56. Al-Nisa: 23
57. Al-Nisa: 34
58. Al-Baqarah: 233
59. Muslim, Sahih Muslim, Book of Hajj, Chapter Hajjat al-Nabi ﷺ, Vol. 4, p. 38, Hadith: 1218
60. Ibn Majah, Sunan, Vol. 1, p. 593, Hadith: 1850
61. Baqarah: 229
62. Al-Bukhari, Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-Talaq, Chapter Al-Khal'a and Kafiyyah al-Talaq Fayyah, Volume 5, p. 2021, Hadith: 4971
63. Al-Bukhari, Al-Jaami al-Sahih, Kitab al-Adab, Chapter Al-Sa'i Ali al-Armalat, vol.8, p.9, Hadith: 6006